

36408 - بنکوں میں نفع کی بنیاد پر کاروبار کے جواز کی شرط کیا ہے

سوال

- مندرجہ ذیل معاملہ کتنا صحیح ہے اور اس کا حکم کیا ہے اور جس نے یہ معاملہ کیا اس پر کیا مرتب ہوتا اور اس کا حکم کیا ہے اور اسے کیا کرنا ہوگا ؟
- بنک کاروبار کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے (بنک کے دعویٰ کے مطابق)
- 1 - خریدار سامان کے ریٹ کی تفصیل بنک کے نام پیش کرے گا (مثلا گاڑیوں کے شوروم اور ڈیلر سے) جس میں گاڑی کا رنگ اور اس کی مکمل تفصیل اور قیمت درج ہو (مثلا ایک لاکھ ریال)
 - 2 - خریدار اپنی تنخواہ کا لیٹر اور مقررہ مدت (مثلا تین برس) تک کے لیے تنخواہ بنک کو تحویل کرنے کا فارم پیش کرے گا تا کہ اجمالی قیمت اور اصل ریٹ کے ساتھ بنک کو فائدہ بھی دے (مثلاً سات فیصد) .
 - 3 - معاہدہ میں معاہدہ کی معین فیس (مثلا ایک ہزار ریال) اور خریدار اور بنک اور گواہوں کے دستخط ہونگے .
 - 4 - بنک شوروم کا ڈیلر کے نام چیک جاری کرے گا جوشق نمبر ایک میں ذکر کیا گیا ہے .
 - 5 - خریدار بنک سے چیک لے کر شوروم کے مالک یا ڈیلر کو دے گا تو اس طرح گاڑی خریدار کے نام لکھی جائے گی اور وہ گاڑی حاصل کرے گا . انتہی

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

یہ معاملہ حرام اور ناجائز ہے، اور حقیقتاً یہ معاملہ ایسا قرض ہے جو فائدہ کے ساتھ اور یہ بعینہ سود ہے، اس لیے کہ بنک نے خریدار کو چیک جاری کیا ہے (مثلا ایک لاکھ ریال کا) اور اس نے وہ قسطوں پر لیا ہے اور اس پر فائدہ بھی دیا گیا ہے جسے وہ معاہدے کا خرچہ کہتے ہیں .

اس بیع کو یہ نام دینے سے مباح نہیں ہوگی اس لیے کہ یہ حقیقتاً سودی قرض ہے نہ کہ بیع، کیونکہ بنک نے شوروم سے گاڑی نہیں خریدی اور نہ ہی بنک نے خریدار کو گاڑی فروخت کی ہے بلکہ اسے چیک کی صورت میں رقم فراہم کی ہے .

اور بنکوں کے ذریعہ سامان (گاڑی وغیرہ) کی خریداری جائز نہیں لیکن جب دوشرطیں پائی جائیں تو اس وقت جائز ہوگی :

پہلی شرط : یہ سامان فروخت سے قبل اس کی ملکیت میں ہو، لہذا بنک مثلاً گاڑی شوروم سے اپنے لیے خریدے .
دوسری شرط: فروخت کرنے سے قبل شوروم سے گاڑی منتقل کر کے اپنے قبضہ میں لے .

اور جب معاملہ ان دونوں یا ایک شرط سے خالی ہو تو یہ معاملہ کرنا حرام ہوگا اس کی تفصیل یہ ہے:

اگر بنک حقیقتاً اپنے لیے گاڑی نہیں خریدتا بلکہ ایجنٹ کو صرف چیک جاری کرے تو یہ سودی قرض ہوگا، جبکہ حقیقت یہ ہوئی کہ بنک نے اسے گاڑی کی قیمت (مثلاً ایک لاکھ) بطور قرض اس شرط پر ادا کی ہے کہ وہ اسے ایک لاکھ سات ہزار واپس کرے .

اور جب بنک گاڑی خریدے اور پھر اسے اپنے قبضہ میں لینے سے قبل فروخت کر دیا تو ایسا کرنا بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی نافرمانی ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا:

(جب تم کوئی چیز خریدو تو اسے اپنے قبضہ میں کرنے سے قبل فروخت نہ کرو) مسند احمد حدیث نمبر (15399)
سنن نسائی حدیث نمبر (4613) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح الجامع (342) میں اسے صحیح قرار دیا ہے .

اور دارقطنی اور ابوداؤد میں زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ:

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جگہ مال خریدا گیا ہو اس جگہ پر وہ چیز فروخت کرنے سے منع فرمایا حتیٰ کہ تاجر اسے اپنے قبضہ اور گھر میں نہ لے جائے) سنن ابوداؤد حدیث نمبر (3499) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح ابوداؤد میں اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے .

اور صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(جس نے بھی غلہ خریدا تو وہ اسے پورا (ماپ تول میں) اپنے قبضہ میں کرے بغیر فروخت نہ کرے) صحیح بخاری (2132) صحیح مسلم (1525)

اور یہ الفاظ زیادہ کیے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ میرے خیال میں ہر چیز اسی طرح ہے (یعنی غلے اور دوسری اشیاء میں کوئی فرق نہیں .

تو اس بنا پر بنک کو کوئی حق نہیں کہ وہ گاڑی اپنے قبضہ میں کرنے سے قبل ہی فروخت کر دے، اور ہر چیز کا قبضہ اس چیز کے مطابق ہوگا، گاڑی کا قبضہ یہ ہے کہ: وہ اپنی جگہ سے منتقل کی جائے .

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

(اور جو چیز منتقل کی جاتی ہو، مثلاً کپڑے، جانور، اور گاڑیاں یا اس طرح کی دوسری اشیاء انہیں منتقل کرنے سے قبضہ حاصل ہوجاتا ہے، اس لیے کہ عرف بہی ہے) اھ دیکھیں: الشرح الممتع (8 / 381) .

مستقل فتویٰ کمیٹی کے فتاویٰ جات میں ہے کہ:

جس کوئی انسان کسی دوسرے شخص سے کوئی معین یا خاص اوصاف کی حامل کی گاڑی خریدنے کا کہے اور وہ اس سے وعدہ کرے کہ آپ سے یہ گاڑی میں خرید لوں گا، لہذا اس شخص نے وہ گاڑی خرید لی اور اپنے قبضہ میں لے لی، تو جس نے اس سے گاڑی خریدنے کا مطالبہ کیا تھا وہ اس سے یہ گاڑی نقد یا قسطوں میں معلوم منافع کے ساتھ خرید سکتا ہے، اور اسے اس چیز کی فروخت جو اس کے ملکیت میں نہ ہو شمار نہیں کریں گے، اس لیے کہ جس سے سامان کا مطالبہ کیا گیا تھا اس نے تو چیز طلب کرنے والے کو وہ چیز خرید کر اپنے قبضہ میں کرنے کے بعد فروخت کی ہے، اس یہ حق نہیں کہ مثلاً یہ گاڑی خریدنے یا پھر خرید کر اپنے قبضہ میں کرنے سے قبل ہی دوست کو فروخت کر دے، کیونکہ ایسا کرنے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ چیز خرید کر قبضہ میں کرنے اور تاجر اپنے گھروں میں لے جانے سے قبل اسی جگہ فروخت کر دیں۔ انتھی۔

دیکھیں: فتاویٰ اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة والافتاء (13 / 152)

اور ایسا شخص جو ماضی میں ایسا معاملہ کر چکا ہے اس کا حکم یہ ہے کہ اگر تو ایسا کام کرتے وقت اسے حرمت کا علم نہیں تھا اور اس سے یہ معاملہ سرزد ہو گیا اور اسے یہ گمان تھا کہ ایسا کرنا حلال ہے تو اس پر کوئی چیز لازم نہیں کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

اور جو شخص اپنے پاس اللہ تعالیٰ کی آئی ہوئی نصیحت سن کر رک گیا اس کے لیے وہ جو گزر چکا البقرة (275)

اور جس نے اس کی حرمت کا علم ہونے کے باوجود یہ کام کیا، اس نے ایک کبیرہ گناہ سود جیسے گناہ کے ارتکاب کی جرات کی، اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے خلاف جنگ میں شامل کر لیا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو اگر تم سچے اور پکے ایمان والے ہو، اور اگر ایسا نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑنے کے لیے تیار ہوجاؤ ہاں اگر توبہ کرلو تو تمہارا اصل مال تمہارا ہی ہے، نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے البقرة (278 - 279)

تو ایسے شخص کو اس بہت بڑی معصیت اور گناہ سے توبہ کرنی چاہیے اور اسے یہ عزم کرنا ہوگا کہ دوبارہ ایسے کام

کا ارتکاب نہیں کرے گا.

اور اس طریقہ سے حاصل کردہ گاڑی سے نفع اٹھانا اور اس کا استعمال کرنا صحیح ہے ان شاء اللہ توبہ اور اس کام پر ندامت کرنے کے بعد اس میں کوئی حرج نہیں.

آپ مزید تفصیل کے لیے سوال نمبر (22905) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم .